کا مسئلہ صرف ان ممالک کے ساتھ ہی متعلق نہیں ہے' بلکہ بہت سارے دیگر ممالک براہِ راست اس سے متاثر ہیں۔لیکن نامعلوم وہ اس کانفرنس میں شریک کیوں نہ ہوئے؟ اوران کے ہم خیال کیوں نہ بنے؟'

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ دانستہ طور پر امت مسلمہ کو تقسیم کیا جارہا ہے اوران کے مختلف بلاک بنائے جارہے ہیں۔امت میں تفریق کے لیے ہم خیال کی اصطلاح بنائی گئی۔ان کے کیا مقاصد ہیں؟ اور ہم خیال سے کیا مراد ہے؟ اورکس مسئلے پر یہ تمام ممالک ہم خیال ہیں؟ جبکہ دیگران کے مخالف ہیں۔ حالانکہ امت مسلمہ کے سلگتے ہوئے مسائل نے پوری امت کو پریشان کیا ہوا ہے۔تمام اسلامی دنیانہ صرف فلسطین بلکہ عراق اور افغانستان کے مسئلے پر کبیدہ خاطر ہے اور وہ تشویش میں مبتلا ہیں اوراس کا جلدازجلد پُرامن حل چاہتے ہیں بلکہ صومالیہ میں امریکہ کا حالیہ آپریشن بھی باعث تشویش ہے۔لیکن حیرانگی ہے کہ ایسے مسائل جن پر تقریباً تقریباً تمام اسلامی ممالک کی رائے ایک ہے'ان سب کونظرانداز کرکے صرف سات ہم خیال ممالک کا اجتماع باعث تعجب ہے۔اور یہ اجتماع بہت سارے سوالیہ نشان چھوڑتا ہے'جن کا جواب ملنا نا صرف مشکل بلکہ محال نظر آتا ہے۔

ہم خیال ممالک کی اصطلاح پاکستان کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے استعمال کی ہے۔اس کے پس منظر میں کیا ہے'ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔لیکن اس سے یہ تاثر ضرور ملتا ہے' کہ باقی ممالک ان کے ہم خیال اور موافق نہیں۔جس مسئلہ پر مذکورہ ممالک جمع ہوئے ہیں' یا دیگر ممالک اپنے تحفظات رکھتے ہیں' ایسی صورت میں تمام اسلامی ممالک کے دانشوروں' قائدین کو سوچنا چاہیے اور خطرے کی گھنٹی بجنے سے پہلے اس کا حل نکالنا چاہیے اور عام پائی جانے والی تشویش کا ازالہ کرنا چاہیے۔

بسنت ایک مکروہ اور خونی کھیل!

موجودہ سرکار کے سیاہ کارناموں کی یوں تو بڑی لمبی فہرست ہے۔اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے اور یہ باور کروانے کے لیے کہ وہ دین بیزار ہیں' آئے روز اپنا منہ کالا کرتے ہیں اور ایسے ایسے کام سرانجام دے رہے ہیں' جنھیں دیکھ کر گھن آتی ہے۔بسنت جو چند سال پہلے تک ایک نامعلوم' غیر معروف اور غیر مضر کھیل تھا'

چند آوارہ اور بے عمل لوگ یہ کام کرتے تھے اور لوگ انھیں قدر کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ جسے ناکارہ کہنا ہوتا' اسے پتنگ باز کہہ لیتے۔ لیکن موجودہ حکومت نے اس قدر اہمیت دی کہ یہ کھیل ایک مکروہ شکل اختیار کر گیا اور نہ صرف خطرناک بلکہ ہلاکتوں اور بربادیوں کا موجب بن گیا۔ علاوہ ازیں کروڑوں روپے اس کی نذر ہوتے ہیں اور لاکھوں کی مشینری تباہ و برباد ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ کھلی آنکھوں کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ لیکن کسی بھی ذمہ دار کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ لہو لعب اور لغو کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ نے اس پر پابندی لگائی تھی' جسے بے حد سراہا گیا اور امید کی جارہی تھی کہ اب یہ خونی کھیل بند ہو جائے گا۔ مگر پنجاب حکومت نے دو دن کی اجازت دے کر دوبارہ وہ خوفناک فضا پیدا کی' جس کے نتیجے میں صرف لاہور کے اندر ایک دن میں 20 افراد لقمہ اجل بنے۔ جبکہ باقی شہروں میں ہلاک یا زخمی ہونے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

ہمارے نزدیک ان افراد کی موت کی ذمہ دار موجودہ پنجاب حکومت ہے اور یہ قتل عام کے زمرے میں آتا ہے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کے خلاف مقدمات درج کیے جائیں اور انھیں انصاف کے کٹہرے میں لا کر قرار واقعی سزا دی جائے۔ کیونکہ ان کی وجہ سے کتنے گھر اجڑ گئے اور ان کا مستقبل تاریک ہوا اور معصوم بچے اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

کس قدر بے شرم اور بے حیا ہیں وہ لوگ' جو آج بھی اسے کلچر کا نام دیتے ہیں اور بسنت منا کر اپنی روشن خیالی کا اظہار کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ انتہا پسند اقلیت صرف اپنی عیاشی اور خوشیوں کے لیے پوری قوم کو عذاب میں مبتلا کرتی ہے۔

تمام قومی اخبارات نے اپنے اداریوں اور کالم نگاروں نے اپنے کالموں اور مضامین میں ایسے مکروہ تہوار کی شدید مذمت کی ہے اور پُر زور مطالبہ کیا ہے کہ اس پر مستقل پابندی عائد کی جائے۔ ہم بھی نہ صرف اس کی تائید کرتے ہیں' بلکہ مزید مطالبہ یہ کرتے ہیں کہ ذمہ داران کو سخت سزا بھی دی جائے اور ان سے نقصانات کا ازالہ بھی کیا جائے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆